جناب ڈاکٹر محمد حنیف صاحب پی ایچ ڈی
پشاور یونیورسٹی

# خوشحال خان خٹک کا خاندان
اور
# سلوک و طریقت

پختون قوم کی تاریخ میں خوشحال خان خٹک (متوفی ۱۱۰۰ھ) کے خاندان کو اپنی گوناگون خصوصیات کی بنا پر نہایت نمایاں اور اہم مقام حاصل ہے۔ ایک طرف اگر نازک خیال شعراء اور نکتہ سنج ادبا کا سلسلہ اس خاندان کی ظاہری زیبائش کے لئے ایک زرّین تاج کی مانند ہے۔ تو دوسری طرف پاک باز صوفیاء و علماء کے زہد و تقوایٰ نے اس کے معنوی حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ سلوک و تصوف کے میدان میں اس خاندان نے جو قابل قدر کردار ادا کیا ہے وہ اس بات کا ایک ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔ کہ سلاطین وقت کے ساتھ تعلقات اور امارت و سرداری کے منصب پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ اس خاندان کے افراد کا دیندار علماء صلحا کے ساتھ انتہائی گہرا ربط قائم تھا۔

تاریخی شواہد سے یہ بات ثابت ہے کہ شہباز خان خٹک (متوفی ۱۰۵۰ھ) ایک متدین شخص تھا اور دینی کاموں سے اسے بہت محبت تھی[1] وہ اپنے زمانہ کے مشہور خدا رسیدہ بزرگ حضرت شیخ رحمکارؒ (متوفی ۱۰۴۳ھ) کے خاص معتقدین میں شامل تھے۔ اور آپ کی ہدایات و احکامات کو بلا چون و چرا تسلیم کرتے تھے[2] حضرت شیخ رحمکار بھی ان پر بہت مہربان تھے۔ اور ان کے ساتھ تعلق و محبت کا یہ حال تھا کہ ایک بار آپ شہباز خان کی دعوت پر سرائے اکوڑہ بھی تشریف لے گئے تھے[3]

---

[1] خوشحال خان خٹک از دوست محمد خان کامل مرحوم مطبوعہ پشاور ۱۹۵۱ء صہ ۱۴۳۔ تاریخ مرصع از افضل خان (تصحیح و تعلیق دوست محمد خان کامل) صہ ۵۴۹۔ کلیات خوشحال خان خٹک (تصحیح و تعلیق دوست محمد خان کامل) مطبوعہ پشاور ۱۹۵۲ء صہ ۵۹۷

[2] مقامات قطبیہ از شیخ عبدالحلیم بن شیخ رحمکار مطبوعہ جنرل پرنٹنگ پریس دہلی ۱۳۱۸ھ صہ ۱۹۲۷، ۱۷۲، ۱۷۲

[3] مقامات قطبیہ صہ ۱۷۳

شہباز خان کے بعد ان کے بیٹے بھی اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر گامزن رہے اور حضرت شیخ رحمکار کے آستانِ فیض رساں کے ساتھ منسلک رہتے ہوئے ذرہ وار روحانیت کے اس خورشید درخشاں کے پاس ان کی آمد و رفت جاری رہی[10]۔

خان موصوف کے عالم و فاضل فرزند ارجمند خوشحال خان خٹک حضرت شیخ رحمکار کے نہایت راسخ العقیدہ مرید تھے[11] اور آپ کی خدمت گزاری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ان کے بھائی حضرت فقیر جمیل خان کا بیان ہے:

حضرت شیخ رحمکار کی آخری رات کو میرے بھائی خوشحال خان نے صاحب زادگان آں جناب سے اجازت طلب کی کہ میں آج رات جناب شیخ کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔ انہوں نے اجازت دی۔ رات بھر وہ بیدار رہ کر خدمت میں حاضر رہے۔ صبح صادق کے وقت آپ اٹھے۔ خوشحال خان نے فوراً کوزہ بھر کر وضو کے لئے پیش کیا[12]۔

آخری وقت میں حضرت موصوف نے ان کو نوازشات و عنایات سے سرفراز کیا اور دعائے خیر دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

جو مشکلات تمہیں پیش آئیں گی اللہ تعالیٰ انہیں آسان کرے گا[13]۔

خوشحال خان کہتے ہیں کہ

حضرت کے ساتھ آخری ملاقات کے وقت آپ کی نگاہِ لطف و کرم کی شیرینی کا اثر ہمیشہ کے لئے دل میں باقی رہ گیا۔

پیر و مرشد کی وفات کے بعد بھی خوشحال خان کی عقیدت برابر قائم رہی اور اس میں ذرہ بھر فرق نہ آنے دیا چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

خاک پائے د شیخ رحمکار شم — میں شیخ رحمکار کی خاکِ پا ہوں

د خیل بلار د تربت ځار شم — اس سرزمین کو یہ شرف بھی ہے

چہ پکښے د شیخ مزار دے — کہ اس میں شیخ (رحمکار) کا مزار ہے

---

[10] مناقب فقیر جمیل بیگ از میاں شمس الدین متوفی ۱۲۲۴ھ) مطبوعہ منظور عام پریس پشاور ۱۹۶۹ء، ص ۱۰

[11] حضرت شیخ رحمکار کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے خوشحال خان کہتے ہیں

د خوشحال تکیہ پہ خدائے دہ — خوشحال کا آسرا صرف خدا ہی ہے

بیا پہ تا شیخ رحمکارہ — پھر تم ہو اے شیخ رحمکار (کلیات ص ۲۸)

[12] تذکرہ شیخ رحمکار از سید سباح الدین کاکا خیل مطبوعہ پنجاب الیکٹرک پریس لائلپور ۱۹۷۲ء خوشحال خان خٹک ص ۹۴

| | |
|---|---|
| چه پکښې د شیخ یاران دي | وہ بہار گلستان ہیں |
| هغه غروړنه گلستان دي[1] | جن میں شیخ (رحمکار) کے احباب رہتے ہیں۔ |

حضرت شیخ رحمکار، حضرت مولانا عبدالحکیم[2] اور حضرت شاہ اویس صدیقی ملتانی[3] جیسے یگانہ روزگار علماء و صلحاء کی صحبت اور علمی و روحانی فیوضات کی تاثیر تھی کہ خوشحال خان کو سلوک و طریقت کے ساتھ بہت گہرا لگاؤ رہا اور آپ کے اس صوفیانہ مذاق کا نتیجہ ہے کہ سلوک و تصوف کے بارے میں اپنے احساسات و جذبات کو نہایت دلنشیں اور مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔

چند نمونے درج ذیل ہیں:۔

| | |
|---|---|
| عشق یو څه عظیم بادشاه دي که ئې گوري | اگر دیکھو تو عشق وہ عظیم بادشاہ ہے کہ اس کے بھکاری |
| چه گدائي ئې له سلطانه محتشم دي[4] | سلاطین سے بھی زیادہ محتشم ہیں۔ |
| وهو هنیا رو مجالس به درته هیڅ ښي که | اگر ایک بار تجھے عشق کے دیوانوں کی صحبت نصیب |
| د عشق دیوانو په صحبت شے[5] | ہوئی تو (پھر) داناؤں کی مجالس کو ہیچ سمجھنے لگوگے |
| ته د عشق سوارو ته سهل نظر مه کړه | شہسواران عشق کو حقیر نظروں سے نہ دیکھو کہ وہ بے |
| چه بې زره بې لښکره لکه جم دي[6] | زور لشکر جاہ جمشید رکھتے ہیں۔ |
| عشق خوشحال وته یو هسې سبق ورکړه | عشق نے خوشحال کو ایک ایسا سبق پڑھایا کہ اس |
| چه ئې زړه د قال و قیل له درسه ستون شه[7] | کا دل قال و قیل کے درس سے برگشتہ ہوگیا۔ |
| د درویش تر زړه به نه رسي دا دواړه | آئینۂ سکندر ہو کہ جام جم یہ دونوں درویش کے |
| آئینه د سکندر که جام د جم | دل کو نہیں پہنچتے۔ |

---

[1] خوشحال خان خٹک ص ۹۴ [2] ایضاً ص ۳، ۴۰۲، ۲ [3] خوشحال خان خٹک نے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۹۹ھ کی صحبت سے فیض حاصل کیا تھا۔ اور حضرت شاہ اویس ملتانی کا شرف تلمذ بھی ان کو حاصل رہا۔ کلیات خوشحال خان ص ۸۹۷، ۸۹۹۔ خوشحال خان خٹک ص ۲۵۲۔ رود کوثر از شیخ محمد اکرم مطبوعہ فیروز سنز لاہور ۱۹۵۸ء ص ۴۳۴۔ حضرت شاہ اویس صدیقی ملتانی کے بارے میں خوشحال خان لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد شاہ اویس صدیقی ملتانی بہت بزرگ اور مقدس شخصیت کے انسان تھے۔ اور علوم ظاہری و باطنی دونوں سے بہرہ ور تھے۔ (دستار نامہ از خوشحال خان۔ اردو ترجمہ از خاطر غزنوی مطبوعہ غنی پرنٹرز پشاور ۱۹۸۰ء ص ۵۰

[4] کلیات ص ۴۰۴ [5] ایضاً ص ۴۵ [6] کلیات خوشحال ص ۳۸۴ [7] کلیات ص ۹۸

د درویش وته سرکوز د بادشاه نه دي
د اسمان ورمیبز لاهم دي ورته خم
د درویش علم په درس په مکتب نه دي
تل نظر لري په لوح او په قلم
ما دتا دته دیوار شته غاړې غرونه
په درویش ته شرقه غربه دي یو سم

درویش کے آگے بادشاہ کا سر ہی نیچا نہیں ۔
آسمان کی گردن بھی اس کے آگے جھکی ہوتی ہے ۔
درویش کا علم درس اور مکتب کا نہیں ۔
اس کی نظر ہمیشہ لوح و قلم پر ہوتی ہے ۔
میرے اور تیرے لئے دیواریں ، نشیب و فراز و پہاڑ ہیں مگر درویش کے لئے مشرق و مغرب تک ایک جیسا ہموار میدان ہے ۔

نه په نون دي نه په میم دي نه په جیم دي
کامل پاس په لام وهلي دي علم

نہ نون (ناسوت) پر نہ میم (ملکوت) پر اور نہ جیم (جبروت) پر بلکہ کامل لام (لاہوت) کے او[ ]پنا علم نصب کئے ہوتے ہے ۔

چه ذره طلب د نمر کاندې خوشحاله
په همت مه شه ته هم تر ذرې کم[1]
خدایه مه دې هسې ذکر
چه یې خلق سرسرهوا کړه
دبود "لا" توره وکښلې
پوه دغبلو یا دغوا که
درویشان د "لا" په توره
همېش لو د ما سوا که[2]

اے خوشحال جب ذرہ طالب آفتاب ہے تو تو ذرے سے تو ہمت میں کم تر نہ ہو ۔
اے خدا اس قسم کا ذکر و فکر نہ ہو
جیسے لوگ بادی النظر (با سرسری طور) پر کرتے ہیں ۔
(درویش) "لا" کی تلوار بے نیام کئے ہوئے
(بظاہر) ریوڑ یا گائے چراتے ہیں (مگر درحقیقت)
یہ درویش "لا" کی تلوار سے ہمیشہ ما سوی اللہ کی کٹائی کرتے ہیں ۔

---

زړه چه نه وي مبتلا
پر د سازه شي بلا
نه عاشق د صدقه شي
که زاهد دي که ملا

جو دل (ذکر و فکر میں) مشغول نہ ہو
اسے بلا کا سامنا کرنا پڑے
عاشق پر قربان ہو
خواہ وہ زاہد ہو یا مُلّا

---

[1] کلیات صہ ۱۹۴ [2] ایضاً صہ ۹۰۳

| | |
|---|---|
| عاشق هر زمان غزا کړه | عاشق "لا" کی شمشیر براں لئے |
| په تیره توره د "لا" [1] | ہر وقت مصروف جہاد ہوتا ہے |

خوشحال خاں نہ صرف خود صوفیانہ مذاق رکھتے تھے بلکہ آپ نے واعظانہ اور ناصحانہ کردار بھی ادا کیا ہے وہ انسانوں کو کائنات اور نفس انسانی پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| راشه وغړوه سترګې | آنکھیں کھول |
| د جهان ننداره ګوره | اور اس جہان کی سیر اور |
| چه ښائست لري په ستوري لو | جیسے تاروں سے حسن بخشا گیا ہے |
| د اسمان ننداره ګوره | اس آسمان کا نظارہ کر |
| دد ې خپل وجود په باغ کښې | اپنے وجود کے باغ میں |
| په هر شان ننداره ګوره | طرح طرح کی سیر کر |
| په هر ګل وته نظر کړې | اور ہر پھول کو دیکھتے ہوئے |
| د باغوان ننداره ګوره [2] | باغبان (حقیقی) کے جلوے بھی دیکھ |

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔

| | |
|---|---|
| جهانونه څهٔ لږ نهٔ دي | جہاں کوئی تھوڑے نہیں |
| نهٔ ئې نه وینې نادانه | مگر اے نادان تو انہیں دیکھ نہیں رہا |
| ګوره څو دي هسې مزکې | دیکھ ایسی کئی زمینیں ہیں |
| ګوره څو هسې اسمانه | اور ایسے کئی آسمان |
| واړه ځائې دي ستا په زړه کښې | جو سب تیرے دل میں سمائے ہوئے ہیں |
| اې تر عرشه لوئ انسانه | اے عرش سے بزرگ تر انسان |
| آئینه د زړهٔ صیقل کړه | آئینہ دل کو صیقل کر |
| چه ئې اووینې ځانه | تاکہ انہیں دیکھ لو اے میرے پیارے |
| که دا ننداره وشي | اگر یہ نظارہ دیکھ لیا |
| جدا نه ئې له سبحانه [3] | تو پھر تو خدا سے جدا نہیں |

[1] کلیات ص۲۰ [2] کلیات ص۴۵۸ ، ۵۵۸

خوشحال خان کو [illegible]ت کی ہر چیز میں خدا کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے اور جو لوگ کائنات کے ان لاتعداد دلائل کے باوجود خدا کی معرفت سے قاصر ہیں ان کی حالت پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| په هر څهٔ کښې ننداره هغه مخ کړم | میں ہر چیز میں اس رُخ زیبا کا نظارہ کر رہا ہوں |
| چه له ډېرې پیدائۍ ناپدید شته[1] | جو کثرت شہود کی وجہ سے نامشہود ہو گیا ہے ۔ |
| زهٔ حیران یم په دا خلقه نه پوهېږم | میری سمجھ میں ان لوگوں کی حالت نہیں آرہی کہ حلق تک |
| تږي مري ولاړ تر حلقه په دریا کښې[2] | دریا میں کھڑے پیاسے ہو رہے ہیں ۔ |

خوشحال خان کے بعد ان کی اولاد سے بھی بعض اپنے باپ کی روش پر قائم رہے چنانچہ ان کے فرزند اشرف خان متوفی ۱۱۰۹ھ بیجا پور (دکن) کے قید خانہ میں حضرت شیخ رحمکار کے بارے میں اظہار عقیدت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

| | |
|---|---|
| په دکن کښې یا په ونیشته چه م دم که | مجھے ایک ایسے کالے ناگ (اژدھا) نے ڈسا ہے کہ دکن |
| زهٔ خوړلی اژدها توري بلا یم | میں بھی کوئی ایسا سپیرا نہیں جو میرا علاج کر سکے ۔ |
| زهٔ په بند د اورنګ نه یم چه به خلاص شم | میں اورنگ زیب عالمگیر کا قیدی نہیں |
| بندي کړی شیخ رحمکار زیړي کاکا یم[3] | دراصل مجھے شیخ رحمکار " زیڑی کاکا " نے قید کیا ہے |

اشرف خان کے بھائی عبدالقادر خان (جو ۱۱۱۳ھ میں بقید حیات تھے[4]) ایک صاحب طریقت اور صاحب دل بزرگ اور طریقہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ سعدی لاہوری کے ماذون و خلیفہ تھے[5]۔ عبدالقادر خان کے دل میں خدا کا حقیقی عشق و درد موجود تھا وہ کہتے ہیں کہ

| | |
|---|---|
| دریغه نور غمونه لرې شوي له دله | کاش! دوسرے غم دل سے دور ہو جائیں |
| یکښې غم د خپل اشنا وي تل تر تله[6] | (اور) صرف محبوب کے غم ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں |
| هغه زړه د عبدالقادره چه مړه وي | عبدالقادر! وہ دل جو مردہ (یعنی محبوب حقیقی کے ذکر |
| په کوګل د ننه نهٔ دي د ساتلو[7] | و فکر سے خالی) ہو۔ وہ سینے کے پنجرہ میں رکھنے کے |
| | قابل نہیں ۔ |

عبدالقادر خان اپنی خاندانی روایات کے مطابق حضرت شیخ رحمکار کے بھی بے حد معتقد تھے کہتے ہیں کہ :۔

---

[1] کلیات ص ۷۹۹ [2] ایضاً ص ۵۰۴ [3] خوشحال خان خٹک نمبر ماہنامہ پشتو اپریل ۱۹۸۰، ص ۱۸۴ [4] پٹہ خزانہ (گنجینہ پنہاں) از محمد ہوتک مطبوعہ کابل ۲۴-۱۳۴۱ھ تصحیح و تعلیق عبدالحی حبیبی ص ۱۲۰ [5] پٹہ خزانہ ص ۱۲۲
[6] پٹہ خزانہ ص ۱۲۲۔ [7] پٹہ خزانہ ص ۱۲۲، ۱۲۴

| | |
|---|---|
| هو مره نه دي منقبت د شیخ رحمکار | شیخ رحمکار کی منقبت کی کوئی حد نہیں جو |
| چه ادا شي یا په کښل یا په گفتار | لکھنے اور بیان کرنے میں آ سکے۔ |
| د نبي صاحب په فقر معزز وو | وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر سے متصف تھے |
| د خپل عصر فقراؤ کښې اعز وو | اور اپنے زمانہ کے تمام فقرا میں بہت معزز تھے |
| که اقوال که یې افعال که یې احوال وو | ان کے اقوال، افعال، احوال |
| د سنتو موافق د ده کل چال وو[1] | اور ان کے طور وطریقے سب کے سب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے۔ |

مردوں کے علاوہ خوشحال خان کی بعض عورتیں بھی سلوک و طریقت میں معروف رہیں۔ جن میں "بی بی حلیمہ" اور "تاج بی بی" کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

بی بی حلیمہ | بی بی حلیمہ خوشحال خان کی بیٹی اور عبدالقادر خان کی حقیقی بہن تھی۔ اپنے والد بزرگوار کی زندگی ہی میں مروجہ علوم حاصل کئے۔ اور بعد ازاں اپنے بھائی عبدالقادر خان کے ہاتھ پر بیعت ہو کر ان کی وساطت سے حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کے حلقہ مریدین میں شامل ہوئی۔ بی بی حلیمہ صوفی مشرب، قرآن کریم کی حافظہ اور عارفہ تھی اور عبدالقادر خان کے گھر پر درس و تدریس اور ارشاد و ہدایت کا اہتمام کر کے تادمِ آخر عورتوں کی اصلاحِ عقائد کا فریضہ انجام دیتی رہی[2]۔ بی بی حلیمہ کے صوفیانہ مذاق کے یہ دو شعر ملاحظہ ہوں۔

| | |
|---|---|
| وهر چا وته چه گورم وار ه دي دي | جدھر دیکھتی ہوں وہی دکھائی دیتا ہے۔ |
| د جمال په ننداره یې شادمان شوم | اس کے نظارہ ہائے جمال سے میں لطف اندوز ہوں |
| غیر د فکرم له زړه نه رابهر شو | جب سے میں نے ماسوی اللہ کا خیال دل سے نکالا ہے |
| پر خلیل و پر عدو باندې یکسان شوم[3] | دوست و دشمن دونوں میرے لئے یکساں ہو گئے ہیں |

سلوک و طریقت میں "بی بی حلیمہ" کے درجہ کمال کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مثنوی مولانا روم اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حقائق و دقائق بیان اور حل کرتی تھی[4]۔

تاج بی بی | تاج بی بی کا انتقال ایمل خان کی شورش (۱۰۸۲-۸۳ھ) کے ابتدائی دور میں ہوا۔ خوشحال خان خٹک اس کی وفات کے ذکر کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

میری نیک بخت بیٹی تھی۔ قرآن اور دوسری کتابیں پڑھتی تھی۔ اور اطاعت و عبادت میں مشغول رہتی تھی[5]۔

---

[1] خوشحال خان خٹک نمبر ص ۱۸۴ [2] پٹہ خزانہ ص ۱۸۰ [3] ایضاً ص ۱۸۲ [4] خوشحال خان خٹک ص ۲۳۹ [5] ایضاً ص ۲۳۵، ۲۳۹

خوشحال خان کے حقیقی بھائی حضرت فقیر جمیل بیگ رحؒ ایک فقیر طبع اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ نے دنیاوی کروفر اور عیش و تنعم کو خیرباد کہہ کر درویشانہ زندگی اختیار کی تھی۔ اور علم و عرفان میں آپ کو بہت بلند وارفع مقام حاصل تھا۔ مگر چونکہ بہت کم لوگ آپ کے علمی اور روحانی مقام سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لئے اس مقالہ میں موصوف کے حیات و آثار پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔

آپ کا نام جمیل خان تھا۔ مگر آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ رحمکار از راہ پیار و محبت آپ کو "فقیر" کہہ کر

۵ـ شہباز خان خٹک کے چار بیٹے تھے۔ خوشحال خان۔ حضرت فقیر جمیل بیگ۔ شمشیر اور میر باز (تاریخ مرصع ص ۲۵۸) خوشحال خان اپنے بھائیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

| | |
|---|---|
| یوم سکه ورور دی چه ئې لار د حق نیولی | میرا ایک سگا بھائی ہے جو راہ حق پہ گامزن ہے۔ |
| دوه ورونه م نور دي يو په نم دويم بې نم | دو بھائی اور ہیں جن میں سے ایک تو حیادار ہے اور |
| (کلیات خوشحال خان ص ۵۹۹) | دوسرا بے حیا۔ |

شعر کے پہلے مصرعہ میں اپنے سگے بھائی حضرت فقیر جمیل خان کی حق پرستی اور حق طلبی کا ذکر کیا ہے۔ اور دوسرے مصرعہ میں اپنے دو سوتیلے بھائیوں یعنی شمشیر اور میر باز کی حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ بات ثابت ہے کہ خوشحال خان اور حضرت فقیر جمیل بیگ آپس میں حقیقی بھائی تھے اور اپنے باقی دو بھائیوں سے عمر میں بڑے تھے۔ مگر خوشحال خان اور جمیل خان میں کون عمر میں بڑا تھا یہ بات پوری طرح واضح نہیں ہے اور اس بات میں مورخین اور تذکرہ نگار حضرات مختلف الرائے ہیں۔ جناب دوست محمد خان کامل مرحوم نے حضرت جمیل خان کو چھوٹا بھائی بتایا ہے (خوشحال خان خٹک ص ۲۵۴) میاں محمد بادشاہ کاکاخیل مرحوم اور عبدالحلیم اثر بھی اسے چھوٹا بتاتے ہیں (نسب نامہ شیخ رحمکار (قلمی) ص ۹ اور روحانی تڑون ص ۵۸۷۔ جب کہ صدیق اللہ رشتین اور محمد سرفراز خان خٹک۔ جمیل خان کو خوشحال خان سے عمر میں بڑا خیال کرتے ہیں۔

پشتو ادب تاریخ مطبوعہ کابل ۱۹۴۹ء ص ۴۸ ۔ پیر سباک از عقاب خٹک مطبوعہ حمیدیہ پریس پشاور ۱۳۸۴ھ ص ۷۷۔ چونکہ شجرہ ہائے نسب کو ترتیب دیتے وقت معروف طریقہ یہ ہے کہ دائیں طرف بڑوں کے نام درج کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد بالترتیب چھوٹوں کے نام نواب محمد حیات خان اور شیر محمد خان گنڈہ پور نے دونوں حضرت جمیل خان کو دائیں جانب درج کیا ہے۔ (خورشید جہان (فارسی) مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور ۱۸۴۹ء، ص ۲۴۱ حیات افغانی انگریزی ترجمہ ص ۲۰۷) جس سے اس بات کا عندیہ ملتا ہے کہ مذکورہ دونوں حضرات بھی حضرت فقیر جمیل کو خوشحال خان سے عمر میں بڑا سمجھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

مخاطب فرماتے ۔اس لئے "فقیر" کے نام سے مشہور ہوئے[۵] ۔ اور آج کل " فقیر صاحب " اور " فقیر بابا " کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔

---

۵ ملاحظہ ہو۔ دل تذکرۃ الاولیا۔ (قلمی) از فقیر جمیل خان کتب خانہ پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی ص ۸ ۔ حضرت فقیر خان اپنے اسم محضہ (جمیل خان) کے علاوہ اور کئی ناموں سے یاد کیے گئے ہیں۔ مثلاً تاریخ پشاور کے مؤلف گوپال داس نے آپ کو فقیر جمال بیگ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ (تاریخ پشاور ص ۴۳۴) حیات محمد خان، بشیر محمد خان گنڈہ پور اور صدیق اللہ رشتین نے آپ کا نام جمال خان بتایا ہے۔ (حیات افغانی انگریزی) ترجمہ ص ۲۰۰۔ خورشید جہان ص ۲۴۱۔ د پشتو ادب تاریخ ص ۴۸) مگر یہ محض سوء تفاہم کا نتیجہ ہے کیونکہ حضرت فقیر جمیل بیگ کے اپنے ہی بیان سے ان کے قول کی تردید ہوتی ہے۔ مجمع البرکات کے مصنف سید عبداللہ شاہ نے آپ کو شیخ جمال الدین اور خواجہ جمال الدین کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات کو اس بارے میں اشتباہ ہو گیا ہے اور فقیر جمیل بیگ اور خواجہ جمال الدین کو الگ الگ اشخاص ظاہر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ صوفیائے سرحد از اعجاز الحق قدوسی مطبوعہ لاہور ص ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۷، ۳۱۸) اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے تاریخ بدر جہان کے مصنف میاں محمد بادشاہ مرحوم کا بیان ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

مجمع البرکات کے مصنف نے خواجہ جمال الدین کے حالات اور مناقب و فضائل کو ایک الگ باب میں بیان کیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمال الدین سے مراد وہی بزرگ ہیں جو " فقیر بابا " کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کا نام جمیل خان یا جمیل بیگ تھا اور خوشحال خان کے بھائی ہیں۔ (تاریخ بدر جہان قلمی جلد ا ص ۲۲۲، ۲۱۹)

راقم الحروف کے نزدیک جس طرح آپ کے ایک اور مرید شاہ عبداللطیف بلخی کمال الدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ اسی طرح حضرت فقیر بابا اپنے علم و فضل اور روحانی کمال کی وجہ سے " جمال الدین " کے لقب سے ملقب تھے جمیل خان آپ کا اسم محضہ تھا۔ اور " خواجہ اور شیخ " سلوک و تصوف میں آپ کے درجہ کمال پر دلالت کرتے ہیں " میاں " کا اضافہ آپ کی نیکی اور تقوی کے پیش نظر عزت و احترام کی خاطر کیا گیا ہے۔

" بیگ " اور " خان " تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں۔ اور اس کے اضافہ یا کمی سے اگرچہ کسی نام کی اصل حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مگر حضرت فقیر جمیل خان ایک درویش بزرگ تھے۔ اس لئے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ اور ان دونوں الفاظ سے بھی غالباً اس کو دنیا داری کی بو آتی تھی۔ اس لئے اپنے نام کے ساتھ " بیگ " و " خان " کے استعمال کرنے سے احتراز فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت فقیر جمیل صاحب، حضرت شیخ رحمکار کے خاص مرید و مقربین میں سے تھے[1] پیر و مرشد نے آپ کو بے حد نوازشات سے سرفراز فرمایا تھا[2] اور طریقہ چشتیہ میں آپ کے خلیفہ ماذون تھے۔ آپ علاقہ خٹک کے مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اور طریقت و عرفان میں درجہ کمال پہ فائز تھے[3]

حضرت فقیر صاحب کی پرورش ایک امیر گھرانے میں ہوئی تھی۔ اور ابتدا میں بڑی ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ۱۰۵۰ھ تک آپ یوسف زئی قبیلہ کے ساتھ میدانِ جنگ میں قتل و قتال میں معروف نظر آتے ہیں۔ مگر اس کے بعد یکدم آپ کی زندگی میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے جس سے آپ کی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

۱۰۵۱ - ۵۲ھ میں شاہ جہان (۱۰۶۹ھ) جگت سنگھ کی مہم کے سلسلہ میں لاہور آئے تھے۔ ایک طرف خوشحال خان سلامی کے لئے لاہور روانہ ہوئے تو دوسری طرف حضرت فقیر جمیل خان شہنشاہ حقیقی کی رضا کے حصول کی خاطر گھر بار چھوڑ کر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ صحرا کی جانب چل دئے۔ اور جاکر پہاڑوں میں اکوڑہ ریلوے سٹیشن سے جنوب کی جانب تقریباً تین میل دور "چشمی" کے مقام پر قیام پذیر ہوئے[4]

آپ ہر وقت حضرت شیخ رحمکار کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ابتدا رحال میں جنونِ مستی اور جذبہ کا غلبہ تھا اس لئے دیوانہ وار صحرا اور پہاڑوں میں پھرتے رہتے۔ تذکرہ نگاروں نے اس دور کے بہت سے ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن سے آپ کے مستانہ اور مجذوبانہ کیفیات کا اندازہ ہوتا ہے[5]

لوگ آپ کی یہ مجذوبانہ حالت دیکھ کر کہتے تھے کہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ مگر حضرت شیخ رحمکار آپ کے اس جذبہ ذوق و شوق اور حالت دیوانگی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ

" اگر ہمچوں یک دو دیوانہ دیگر ہم بودے "[6]

(کیا اچھا ہوتا) اگر اس جیسے ایک دو دیوانے اور ہوتے۔

فقیر صاحب سماع کے بہت دلدادہ تھے۔ آپ کے چشتیانہ اوضاع سے بددل ہوکر ایک بار آپ کے بیٹے آپ کو مناظرہ کے لئے قاضی نہکال منذخیل کے پاس لائے۔ قاضی موصوف آپ کی مجذوبانہ کیفیات دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور حکم دیا کہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو کیونکہ یہ " مُوتُو ا قبل ان تموتوا" کے مرتبہ میں ہے[7] (باقی)

---

[1] مقامات قطبیہ ص ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۷۰۔ کلیات خوشحال خان حاشیہ ۵۹۹ خوشحال خان خٹک از دوست محمد خان ص ۴۰، ۲۵۲

[2] مقامات قطبیہ ص ۱۷۰، [3] نسب نامہ شیخ رحمکار قلمی از میاں محمد بادشاہ مرحوم ص ۹ [4] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ مرصع تصحیح و تعلیق دوست محمد خان کامل مرحوم ص ۵۹۸ [5] ملاحظہ ہو تحفۃ الاولیاء از مولوی میر احمد شاہ پشاوری مطبوعہ مفید عام پریس پشاور ۱۳۲۱ھ ص ۳۱، ۳۴ [6] تذکرۃ الاولیاء قلمی ص ۴ [7] تحفۃ الاولیاء از مولوی میر احمد شاہ پشاوری ص ۳۳

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت
ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش
ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

# سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور
واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

## سروس شوز

## قدم قدم حسین قدم قدم آرام

اعلیٰ بناوٹ

دلکش وضع

دل فریب رنگ کا

حسین امتزاج

دنیا کے مشہور

**SANFORIZED**

REGISTERED TRADE MARK

سنفورائزڈ پارچہ جات

سکڑنے سے محفوظ

۲۰ ایس سے ۸۰ ایس کی سوت کی

اعلیٰ بناوٹ

# گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

ستار چیمبرز

۲۹۔ ویسٹ وارف کراچی

ٹیلیفون
۲۳۳۹۹۳ ، ۲۲۸۶۰۵
۲۲۵۵۳۹

تار کا پتہ :۔ آباد ملز